سیاسی احتجاج اور ہڑتال کا شرعی حکم

www.ahlulathar.net

شیخ صالح اللحیدان حفظہ اللہ سے پوچھا گیا:

سیاسی احتجاج اور ہڑتال کرنا اس حجت سے کہ یہ پرامن ہیں، کیا یہ مشروع وسیلے (طریقے) ہیں؟

جواب: یہ بدعت میں سے ہے۔ اگر اس میں خیر ہوتا تو ہم سے پہلے صحابہ رضی اللہ عنہم اس میں سبقت لے جاتے۔ بلکہ یہ احتجاجات تو جاہلیت کے اعمال میں سے ہیں جس کی اللہ نے کوئی دلیل نازل نہیں کی۔ بلکہ حق کی مدد اس کی طرف دعوت دینے اور اس کی تائید کرنے سے سے ہوتی ہے جو اس (حق) پر ہو جب تک اس سے زیادہ فساد (اور منکر) نہ ہو، اور اس چیز کو بیان کرے کہ سب سے بہتر چیز اور اعلی قدر چیز یہ ہے: کہ ہر چیز میں سنت رسولِ مختار ﷺ پر اکتفا کیا جائے۔

پھر ان احتجاج میں کوئی بندش نہیں ہوتی۔ اس سے توڑ پھوڑ اور فساد برپا ہوتا ہے۔ اور کبھی یہ چیز دوسری جانب سے ذلت اور پستی لاتی ہے اور کبھی خون ریزی اور حرمت کی پامالی لاتی ہے۔ اور اسی طرح (خرابی لاتا ہے) ہر وہ اختیار کیا گیا طریقہ جسے اللہ کے نبی ﷺ نے اختیار نہیں کیا اور نہ ہی خلفائے راشدین نے کیا۔ اور اس امت کے آخری لوگوں کی اصلاح اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک کہ اس طریقے سے نہ کیا جائے جس طریقے پر پہلے لوگوں کی اصلاح ہوئی تھی۔

(مصدر: محاضرہ بعنوان: هذه سبيلي ، فتاویٰ العلماء فی الثورات، ص ۳۷،۳۶).

نیز شیخ اللحیدان کویت سے آئے ہوئے بعض طلبہ کے سوال پر کہ کیا ان احتجاج میں قتل ہوئے لوگوں کا اعتبار شہید میں ہوگا؟ کہتے ہیں:

ہمیں اس چیز پر اطمنان سید البشر ﷺ کی بات سے ہو جاتی ہے جب آپ ﷺ سے لڑائی کے بارے میں سوال کیا گیا۔ اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو حمیت کی وجہ سے لڑتا ہے۔ اور حمیت سے مراد کہ کوئی شخص اپنی قوم یا جماعت یا قرابت کی حمایت کی وجہ سے لڑے۔ اور اس شخص کے بارے میں جو بہادری کی وجہ سے لڑتا ہے تاکہ اسے بہادر کہہ کر یاد کیا جائے، اور وہ شخص جو مالِ غنیمت کے لئے لڑتا ہے جسے بعد میں المرتزقہ کہا جاتا ہے، ان میں سے کون اللہ کی راہ میں ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

من قاتل لتكون كلمة الله هي العليا فهو في سبيل الله

جس نے جہاد کیا تاکہ اللہ کا کلمہ ہی بلند ہو تو وہ اللہ کی راہ میں ہے (صحیح البخاری: ۲۸۱۰، مسلم: ۱۹۰۴)

یعنی اس کا مقصد صرف حق کی مدد کرنا اور اللہ کے کلمہ کو بلند کرنا ہو۔ جہاں تک اس طرح کے احتجاج کا تعلق ہے تو حقیقت میں ان میں کوئی خیر نہیں۔ سب سے پہلا احتجاج جو اسلام میں ہوا اس میں خلیفہ راشد عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ شہید کر دیے گئے۔ تو احتجاج کا شکار ایسے لوگ ہوئے جو خلیفہ راشدین میں سے ایک تھے، جو ان میں سے تھے جن کے جنتی ہونے کی گواہی دی گئی، اللہ محمد ﷺ کے تمام صحابہ سے راضی ہو۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ احتجاج کی یہ حقیقت ہے۔ ان سے افراتفری مچتی ہے گرچہ اس کی اجازت کسی ملک میں حکمران دے بھی دے، اور حکمران کی طرف سے ایسی چیزوں کی اجازت کا اعتبار یہ ہوگا کہ اس نے افراتفری کی اجازت دی کیونکہ کم سے کم احتجاجات سے تاجر اپنی تجارت سے رک جاتا ہے اور ضرورت مند شخص کی حاجت کے بیچ یہ چیز آجاتی ہے۔ اور اس میں فساد اور توڑ پھوڑ وغیرہ بھی ساتھ ہو سکتا سکتی ہے۔ یہ حقیقت میں بہتا ہوا شر ہے، تو پھر اس کا کیا کہنا جب اس میں موت ہونے لگے۔ میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ ہمارے ملکون کو ان چیزوں کے شر سے بچائے۔

(فتاویٰ العلماء فی الثورات، ص ۵۳، ۵۴ جمع: محمد بن فہد الحصین، تقدیم: شیخ صالح الفوزان)

شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ سے پوچھا گیا:

سوال: اسلام میں ایسے ملکوں میں یا نظام میں احتجاج کرنے کا کیا حکم ہے جہاں احتجاج کرنے کی اجازت ہے؟ اور وہ لوگ جو احتجاج میں قتل ہو جاتے ہیں کیا انہیں شہید میں شمار کیا جائے گا؟

جواب: ایسا شخص فتنے میں قتل ہوا ہے، رہی بات کہ وہ شہید ہے تو اللہ بہتر جانتا ہے۔ ہم کسی کے بارے میں شہادت کا حکم نہیں لگاتے سوائے اس کے جس کے لئے رسول اللہ ﷺ نے گواہی دی ہو۔ لیکن اسے اس (احتجاج) سے منع کیا گیا ہے، اور اس سے منع کیا گیا ہے کہ وہ اس احتجاج میں پڑے، تو ایسے شخص نے غلطی کی ہے، اور خود وہ اپنے آپ کو قتل کروانے کا سبب بنا۔ اور اللہ بہتر جانتا ہے کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ شریعتِ اسلامیہ احتجاج کی اجازت نہیں دیتی۔ رہی بات کہ بعض ملکوں میں اس چیز کی قانون میں اجازت ہے تو یہ کفریہ قانون ہیں جس سے مسلمان دلیل و حجت نہیں لیتا، کیونکہ ہماری دلیل شریعت ہے نہ کہ قوانین۔

(یہ سوال شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ سے ریاض میں مسجد الملک خالد رحمہ میں منعقد محاضرے بعنوان: **موقف المسلم من الفتن و المظاهرات و الثورات** بتاریخ: ۱۳ ربیع الآخر ۱۴۳۲ھ کو سوال و جواب کی نشست میں کیا گیا تھا)

أهل الأثر